ہر ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شایع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲

THE AHL-I-HADIS, AMRITSA[R]

لہ الحمد

اہلحدیث

جلد ۱ — نمبر ۳۵

امرتسر ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۸ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء جمعہ مبارک

اغراض اخبار ہذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے ۔ للعہ

والیان ریاست سے ۔ للعہ

روساء اور جاگیرداروں سے ۔ للعہ

عام خریداروں سے ۔ ۱۲ ۲ ؍

قیمت بہر حال پیشگی آنی ضروری ہے نمونہ کا پرچہ مفت بیرنگ آنا مالیہ

نامہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی اشتہارات کی بابت بذریعہ خط و کتابت منیجر سے فیصلہ ہو سکتا ہے جملہ خط و کتابت وارسال زر بنام مالک مطبع ہونی چاہئے ہر خریدار کو نمبر چٹ لکھنا ضروری ہے

آریہ و اہل اسلام کا مناظرہ بمقام نگینہ

گذشتہ سے پیوستہ

(۸) ماسٹر صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ جو آیت آپنے کلام مجید کی پڑھی اُس سے اور نیز اور آیات سے والدین ہمسایہ وغیرہ کے حقوق کا پاس رکھنا نکلتا ہے۔ لیکن کسی جگہ کلام مجید سے اوستاد کے حقوق ثابت نہیں ہوتے۔ حالانکہ ہمارے ویدیں اوستاد کے حقوق ادا کرنے کی ہدایت ہے۔

مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ اوستاد کے حقوق کا ذکر کلام مجید میں موجود ہے اور آیہ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ اس منشاء کو کافی طور پر ظاہر کر رہی ہے۔ کیونکہ علم کا سکھلانا بہت بڑا احسان ہے

لہٰذا ہر احسان کے لئے ہمارا قرآن صاف لفظوں ہدایت کرتا ہے۔ نہ صرف ایک علم کے سکھلانے کا احسان بلکہ یہ ایسی جامع و مانع آیہ شریفہ ہے۔ کہ جس میں تمام احسانات کے حقوق کا اظہار ہوتا ہے۔

(۹) ماسٹر صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ آپ کے یہاں خدا کا توبہ قبول کرلینا بے انصافی پر مبنی ہے۔ انسان جو چاہے گناہ کرتا رہے اور توبہ کرلے معاف ہے۔

مولوی صاحب نے کلام مجید کی آیات سنائیں اور اُن کی تفسیر فرمائی۔ کہ قرآن شریف کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ توبہ کے بھروسہ پر جسقدر چاہے گناہ کئے جائے بلکہ ایسی توبہ قبول نہ ہونیکا فلاں فلاں ثبوت ہے۔ البتہ خداوند تعالیٰ احکم الحاکمین اور قادر علی الاطلاق ہے۔ جہاں اُس میں اور صفات ہیں۔ وہاں وہ رحیم و کریم بھی ہے اور وہ مجبور و معذور نہیں ہے اور خدا رحم کل ہے جیسے نقصان کی بات یعنی اگر ایسا نہ ہوتا۔ ہم لوگ جو انسان ضعیف البنیان ہیں اپنے کسی ملازم یا تابعدار سے کوئی ناگہانی خطا سرزد ہو جاوے۔ اور وہ اپنے قصور کا اعتراف کرے۔ تو اوس پر رحم آجاتا ہے اور اوسکو معاف کردیا جاتا ہے گو کیسا ہی ہمارا نقصان اُس نے کیا ہو۔ اس سے کوئی ناانصافی لازم نہیں آتی ہے اور خدا جو ہر طرح مالک اور خالق ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ضرور قصور سرزد ہو جاتے ہیں وہ ایسا بے رحم اور سنگدل ہو۔ کہ اُس کے سامنے کتنا ہی گڑگڑایا جاوے رحم کی التجا کی جائے اور اپنے عجز و قصور کا اظہار کیا جاوے۔ وہ عفو نہ کرسکے۔ عفو ایک اعلےٰ صفت ہے۔ اس سے محروم رہنا ایسی اعلےٰ ذات کیلئے عقل کے خلاف ہے بیشک ہمارا خدا تو رحیم و کریم ہے۔ آپکا خدا ایسا ہوگا جس میں مطلق رحم نہ ہو۔ اور رحم نہ کرنے پر مجبور ہو۔ ہمارے یہاں حقوق عباد کے گناہ ضرور قابل بازپرس ہوں گے۔ دانت توڑنے کی مثال یہاں صادق نہیں آسکتی۔

(۱۰) ماسٹر صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا۔ کہ ۹ برس کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اور ہمبستر ہوئے۔ جو یہاں ہندوستان میں قانونی جرم ہے۔

مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ ماسٹر صاحب کی ناواقفیت ہے۔ وہ عرب کی آب و ہوا سے اگر واقف ہوتے۔ تو ایسا سوال نہ کرتے۔ ہر ملک کی آب و ہوا اور اُس کا اثر جدا ہے اسی پر بلوغ اور قویٰ کا ضعیف و قوی ہونا منحصر ہے۔ کابلیوں کی مثال سب کے سامنے موجود ہے۔ لڑکیاں ہر جگہ اپنے ہم عمر لڑکوں سے پہلے بالغ ہو جاتی ہیں۔ عرب میں ۹ سال کی لڑکیاں عموماً بالغ ہو جاتی ہیں۔

نوٹ:۔ معلوم ہوتا ہے۔ ماسٹر صاحب نے تمام ہندوستان بھر کی اُس ہندوانہ مخالفت سے تجاہل عارفانہ کیا جبکہ تعزیرات ہند کی اس دفعہ کی جسکی طرف ماسٹر صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ ترمیم ہوتی تھی اور عمر رضامندی و ہمبستری شوہر از یہ گورنمنٹ کے خلاف اس درجہ شور و غوغا مچا تھا۔ کہ تمام ہندوستان اُس سے گونج اُٹھا تھا۔ اور اہل ہنود کے تمام تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ تمام اشخاص اور اہل ہنود کی تمام سبھائیں اور انجمنیں اور اخبارات نے زمین آسمان ایک کر ڈالا تھا۔ اور ولایت تک اُسکی مخالفت کی تھی اور گورنمنٹ کا ایسا کرنا مذہبی دست اندازی قرار دیا جاتا تھا اب سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جو امر کل مذہب ہنود کے موافق تھا وہ قانون انگریزی میں داخل ہونے سے اُس کے خلاف ہوگیا۔ اور مذہبی بحث میں قانونی استدلال سے کام لیا گیا۔

(۱۱) ماسٹر صاحب اور بہی اعتراضات قرآن شریف میں احکام متضادہ ہونے اور **استبدال زوج مکان زوج** جسکو ماسٹر صاحب نے تبادلۂ ازدواج سے تعبیر کر رکھا تھا۔ اور ایسے ہی بہت سے اعتراضات جنکا سمجھنا عربی لٹریچر کی واقفیت پر مبنی تھا پیش کرتے رہے۔

مولوی صاحب نے ان سب باتوں کے جواب بڑی خوبی اور وضاحت سے دئیے۔ مگر مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ عربی سمجھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس میں آپکو بحالت عرب اور عربی لغت یہ حالت کی پابندی کرنا پڑے گی اور متکلم کے خلاف مقصود معنی بیان کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپکے سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں فرماتے ہیں۔ کہ وہ شخص بہت مندی ہے

جو متکلم کے خلاف مطلب بیان کرتا ہے - پس ان آیات کے معنی اور مطالب ہیں - جنکو ہمارے مفسروں نے بیان کیا ہے - اور یہی آپ کو تسلیم کرنے چاہئیں اور اس صورت میں آپکا کوئی اعتراض قائم نہیں رہ سکتا - اور اگر آپ اپنی طرف سے مطلب پیدا کرینگے تو آپ کے سوائے جی آپکو منڈی تبلائیں گے میں تو آپکو کچھ نہیں کہتا - چنانچہ لفظ ختم کا قرآن شریف میں جہاں جہاں استعمال ہوا ہے - اور اس اصطلاح سے جو معنی نکلتے ہیں - مولوی صاحب نے اُس کا مشرح بیان کیا - جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ان معنوں سے قرآن شریف پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا - اسی طرح استبدال زوجہ مکان زوجہ میں لفظ مکان کے معنے سمجھا دیے کہ مکان کے لفظ سے طلاق مراد ہے اور دوسری آیۃ شریفہ سے اوسکو ربط دیا - اور فرمایا - کہ جب تم ایک عورت کو طلاق دے کر دوسری عورت کیساتھ نکاح کرو - تو مطلقہ عورت کو جو سامان از قسم زیور وغیرہ دیا گیا ہے وہ واپس مت لو - اور کہا - کہ عربی لٹریچر سے ناواقفیت کے باعث اس قسم کے اعتراض فرماتے ہیں - مگر ماسٹر صاحب آخر تک اپنی ہٹ پر قائم رہے -

(نوٹ) ہمنے ماسٹر صاحب کے بڑے بڑے اعتراضات اور مولوی صاحب کے جوابات کا خلاصہ ناظرین کے روبرو پیش کیا اب ناظرین خود فیصلہ کرلیں - کہ آیا یہ اعتراضات اصل بحث سے کسقدر متعلق ہیں -

اب ہم مولوی صاحب کے بعض اعتراضات کا خلاصہ درج کرتے ہیں - جو ابتدا بحث سے پیدا ہوئے - اور آخر تک ان کے جوابوں کے لئے اصرار رہا -

(۱) مولوی صاحب نے ماسٹر صاحب کی بیان کی ہوئی تعریف الہام پر جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اول ہی یہ اعتراض کیا - کہ وید خود آپ ہی کی بیان کی ہوئی تعریف کے مطابق الہامی نہیں ہو سکتا آپ کو چاہیے - کہ وید کو اُس سے کامل طور سے مطابقت کر کے دکھلائیں -

ماسٹر صاحب نے فرمایا - کہ جب تک ابتدائی تعریف نہ ہو جائے تب تک ثبوت دینا قبل از وقت ہے - اس کے بعد ماسٹر صاحب اس دن تک اس پہلو پر نہیں آئے کہ وہ اپنے دعوے کو ثابت کریں -

(۲) مولوی صاحب نے اپنی پہلی ہی تقریر میں تعریف بیان کردہ ماسٹر صاحب کے ثبوت کے لئے یہ سوال کیا - کہ اس تعریف کو وید سے ثابت کیجئے - یا یہ صاف صاف کہئے - کہ یہ تعریف وید میں نہیں ہے - ورنہ عقلی دلایل سے ثابت کیجئے - ماسٹر صاحب نے آخر تک اس کو ثابت نہیں کیا -

(۳) مولوی صاحب نے فرمایا - کہ آپ نے جو اپنی تعریف الہام میں الہام کو مطابق عقل ہونے کی شرط سے مشروط کیا ہے - اور نیوگ کا مسئلہ یعنے ایک شوہر دار عورت کا اپنے خاوند کی اجازت سے غیر شخص سے نطفہ حاصل کرنا - اور اُس سے جو بچہ پیدا ہو اوس کا شوہر کے خاندان میں شامل کرنا اور وارث جائز قرار پانا جو وید سے ثابت ہے - کسی طرح مطابق عقل نہیں ہو سکتا -

ماسٹر صاحب نے اس کے جواب میں فرما دیا - کہ آپ کے یہاں متعہ ہے مولوی صاحب نے جواب دیا - کہ متعہ کلام مجید سے ثابت نہیں اور وہ آیات قرآت فرمائیں - جن سے اس مسئلہ کی تردید ہوتی ہے اور فرمایا کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے - اس پر حجت نہیں ہو سکتی - تیسرے متعہ غیر شوہر دار اور آزاد عورت سے متعلق ہے اور نیوگ شوہر دار عورت سے تعلق رکھتا ہے - پس متعہ اور نیوگ میں زمین و آسمان کا فرق ہے سوال از آسمان جواب از ریسماں -

ماسٹر صاحب نے اس پر بحث کی - کہ رج اور معاہدہ سے ملکر نیوگی بچہ وارث جائز ہو سکتا ہے -

مولوی صاحب نے فرمایا - کہ رج یعنے نطفہ یا خون حیض تو مادہ بن سکتا ہے - لیکن معاہدہ کیا چیز ہے یہ تو صرف ایک اقرار کا نام ہے - اس سے بچہ کا کون عضو بنتا ہے - اس قسم کے تعلقات کی دو قسمیں ہیں - ایک خدا کا کیا ہوا تعلق جیسا باپ بیٹے بھائی بھائی کا تعلق - جو کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا -
دوم انسان کے کئے ہوئے تعلقات جیسے میاں بیوی کا تعلق

ahmadimuslim.de

یہ مصنوعی تعلقات ٹوٹ سکتے ہیں۔ اور اُن کو قدرتی تعلقات کی مثل سمجھنا خدا اور پرمیشور کی سخت بے ادبی ہے۔ اسی لئے ہندو دھرم میں عورت ورثہ نہیں پاتی۔ شوہر کا معاہدہ نہ اوس شخص سے ہے۔ جس سے نطفہ حاصل کیا گیا۔ نہ اوس بچہ سے شوہر کے نطفہ کا تعلق ہے۔ پس یہ کسی مصنوعی یا قدرتی تعلق میں نہیں آسکتا۔ اس لئے نہ نسل میں شریک ہو سکتا ہے نہ وارث قرار پا سکتا ہے۔ اسپر ماسٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ کے یہاں بھی تو کسی بیوہ عورت سے جسکے ساتھ بچہ ہو۔ نکاح کر لیا جائے۔ تو اوس بچہ کی غور و پرداخت کرتے ہیں۔

مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ نسل میں شریک نہیں ہو سکتا۔ نہ وارث بن سکتا ہے۔ اس کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ قرآن شریف کی ہدایت کے موافق۔ جس نے ہمکو بتلایا ہے۔ کہ یتیموں بے کسوں ضعیفوں کی مدد کرنی چاہیے۔

(۴) مولوی صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ آپکے بیان کردہ تعریف کی اس شرط کے موافق کہ الہام ابتدائے آفرینش میں ہوتا ہے وید الہامی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ رگ وید منتر ۳ کا صاف مضمون ہے۔ کہ اسی طرح صاحب علم قدیم کے دھرم کے حکم کو عزیز جاننے والے لایق فایق گذر چکے ہیں سالٹیور کے حکم کی تعمیل کر چکے ہیں تم بھی عمل کرو۔ اس منتر کا ترجمہ صاف بتلاتا ہے۔ کہ جب یہ منتر الہام کے بندوں کو سنایا گیا۔ تو اوس سے پہلے بھی اور ایسے بندے گذر چکے تھے۔ جس کی تعریف اس منتر میں ہے پس معلوم ہوا۔ کہ وید ابتدائے آفرینش میں نازل نہیں ہوا۔ اور اس لئے وہ الہامی نہیں ہے۔ اسی طرح یہ مذکور ہے۔ کہ تم روئیں تن فولاد بازو ہو تمنے پہلے بھی دنیا کو جیتا ہے۔ پس یہ ثابت ہو گیا۔ کہ وید الہامی نہیں۔ یا شروع دنیا میں الہام کا ہونا ضروری ہے۔

ماسٹر صاحب نے جواب میں فرمایا۔ کہ رگ وید پہلے چلے گئے۔ قرآن شریف پر کیوں نہ چلے گئے۔ اور فرمایا۔ کہ منتر ۳ کا حکم اُن لوگوں کے لیے ہے۔ جو آئندہ ہوں گے۔

مولوی صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ منتر کے الفاظ میں زمانہ ماضی پایا جاتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ کچھ لوگ پہلے گذر چکے ہیں۔ نہ وید میں اُن لوگوں کے اعمال کی تصریح ہے۔ جنکی پیروی کے واسطے ہدایت کی جاتی ہے۔ یہ سوال آخر تک قایم رہا۔

(۵) مولوی صاحب نے اعتراض کیا کہ جب آپ فرماتے ہیں کہ وید مکمل کلام آلہی ہے۔ تو آپ اپنے مسئلہ تناسخ کا وید سے اس طرح ثبوت دیجیے۔ کہ جس سے یہ صاف معلوم ہو۔ کہ فلاں فلاں عمل کرنے سے فلاں فلاں جون بدل جاتی ہے اور عبادات کی تفصیل وید سے دکھلا دیجیے تاکہ بموجب آپ کی تعریف کے وید کا مکمل ہونا ثابت ہو۔ اور ساتھ ہی مولوی صاحب نے قرآن شریف کی بہت سی آیات متعلق تفصیل عبادات قرأت فرمائیں۔

ماسٹر صاحب نے اس کے جواب میں کچھ منتر پڑھے جن کا مطلب صرف یہی تہا۔ کہ جیسا کرنا ویسا بھرنا۔ لیکن صاف صاف یہ بیان نہ تہا۔ کہ کون سے عمل سے کون سا جون بدل جائے گا۔ ماسٹر صاحب نے یہ تسلیم کیا۔ کہ بیشک آپ کی لسٹ بڑی ہے۔ ہمارے یہاں بھی منتر ہیں۔ دو تین منتر ماسٹر صاحب نے پڑھکر سنائے۔ لیکن اُن منتروں میں ایسی تفصیل نہ تھی۔ لہذا اعتراض آخر تک قائم رکھا۔

(۶) مولوی صاحب نے ماسٹر صاحب کے اس بیان پر کہ قرآن مجید کی تعلیم وید کی تعلیم بدرجہا افضل ہے فرمایا۔ کہ وید سے وحدانیت کا ثبوت دیجیے۔ ماسٹر صاحب نے چند منتر پڑھے جس سے خدا کی وحدانیت نکلتی تھی۔ لیکن مولوی صاحب نے دیگر آیات وحدانیت کے ساتھ کلام مجید کی یہ آیہ پڑھی۔

لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا

اور فرمایا۔ کہ اس قسم کا ثبوت وحدانیت وید میں کہاں ہے بتلاؤ جو مع دلیل کے ہو۔ اور اس کا جواب دیجیے۔ کہ جب مادہ و روح میں صفت قدامت ویسی ہی ہے۔ جیسی پرمیشور میں۔ تو شرک لازم آیا۔ اور وحدانیت باقی نہ رہی۔ کیونکہ پرمیشور جن صفات سے متصف ہے۔ وہ صفات کسی دوسرے میں نہ ہونی چاہئیں۔

یہ سوال آخر تک قایم رہا۔

ahmadimuslim.de

(۷) مولوی صاحب نے اعتراض کیا جب الہام بقول آپ کے بندوں پر ہدایت اور تعلیم کے لئے نازل ہوتا ہے اور وید الہامی ہے تو فرض کیجئے کہ دو سو برس تک سب لوگ وید پر عمل کریں - تو آپ کے مسئلہ تناسخ کی رو سے دنیا کی یہ صورت ہوگی - کہ ایکدن تمام روحیں انسانی قالب میں ہوں گی - نہ دودھ کے لئے گائے ملے گی نہ سواری کیلئے گھوڑا - نہ شکاری کو کتا نہ ہل جوتنے کو بیل - نہ شہد کو مکھی باقی رہے گی - اور چونکہ سب انسان ایک رتبہ اور حیثیت کے ہو گئے - تو کوئی حرفہ اور پیشہ اور احتیاج و استمداد باقی نہ رہے گی - تمام انسانی حوائج میں خلل واقع ہوگا - اور کاروبار دنیا کے معطل اور نظام عالم درہم و برہم ہو جائے گا - اور ایک بہت بڑی خرابی لاحق ہوگی - اور اس تمام خرابی کا باعث وید کی تعلیم اور اس پر عمل کرنا قرار پائے گا - حالانکہ الہامی تعلیم کسی خرابی کا موجب نہ ہونی چاہئے - پس وید الہامی کسی طرح نہیں کہا جا سکتا - ماسٹر صاحب نے جواب دیا - کہ یہ عجیب بات ہے - کہ مولوی صاحب جو چاہیں فرض کر لیں - ہم فرض کرتے ہیں - کہ وید پر ۲۰۰ برس تک کوئی عمل ہی نہ کرے - تب مولوی صاحب کی فرضی بات قائم نہ رہ سکتی - اس پر مولوی صاحب نے فرمایا - کہ ہمارا فرض تو اوس کے منشاء و غرض کے موافق تھا - کیونکہ الہام عمل ہی کے لئے ہوتا ہے لیکن ماسٹر صاحب اس کو عمل کے لئے نہیں بتلاتے - اور فرض کرتے ہیں - کہ دو سو برس تک کسی نے عمل نہ کیا - تو اعتراض رہا - میں کہتا ہوں - کہ اس حالت میں بھی میرا اعتراض بدستور قائم ہے - آپ کے فرض کے موافق ہی اگر دو سو برس تک کسی نے وید پر عمل نہ کیا - تو تمام انسان کتے - بلی - گدھے - سور بیل گائے وغیرہ وغیرہ بن جائیں گے - اور نوع انسان جس کے لئے وید نازل ہوا تھا - عالم سے مفقود ہو جائے گی - خدا کی غرض و منشاء فوت ہو جائے گی - اور اس طرح بھی نظام عالم خراب ہو جائے گا - اور ان سب خرابیوں کا باعث وید کا نزول ہوگا -

(۸) مولوی صاحب نے ماسٹر صاحب کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ روح کیا ہے اور یہ بیان فرما کر کہ ہمارے یہاں روح مخلوق الٰہی ہے - اور اوس پر عبادت واجب ہے اعتراض کیا - کہ آپ کے یہاں روح اور مادہ انادی یعنی پرمیشور کی طرح قدیم ہے - جیسا کہ پرمیشور - اور تمام جاندار ہستی روح اور مادہ سے ہی بنی ہے - اور پرمیشور نے ایک مال لاوارث سمجھ کر اون پر بلا کسی استحقاق کے قبضہ کر رکھا ہے - تو اس صورت میں پرمیشور ظالم اور غاصب قرار پاتا ہے - کہ ناحق ناروا روح کو پکڑ کر مادہ کے پنجرے میں ڈال دیا - دوسرے مادہ اور روح پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا - کہ پرمیشور کی عبادت کرے جبکہ وہ اونکا خالق نہیں ہے - اگر تمام روحیں جمع ہو کر پرمیشور کے مقابلے میں نیشنیل کانگرس کریں - اور اپنی آزادی کا رزولیوشن پاس کر کے پرمیشور سے کہیں - کہ تیری عبادت اور فرمانبرداری ہم پر واجب نہیں ہے - تو پرمیشور اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتا اور پرمیشور کوئی چیز باقی نہیں رہ سکتا - اور نہ کوئی چیز بنا سکتا ہے - پس آپ کی تعلیم وید کے موافق پرمیشور کی اتنی ہستی ہے ماسٹر صاحب نے جواب میں فرمایا - کہ نیشنل کانگریس عجیب خیال ہے یہ قرآنی تعلیم کے علاوہ ہوگی - یہ تجویز کہاں آ گئیں اور پنجرا کہاں سے ؟ المختصر یہ اعتراض آخر تک قائم

(۹) مولوی صاحب نے ماسٹر صاحب کی عبادت کی بابت کے متعلق اعتراض کیا - کہ آپ کے یہاں جو ہون عبادت میں شامل ہے - اوس میں فلاں فلاں اشیاء کم از کم اتنے وزن کی درکار ہیں - جن کی قیمت ۱/۲ ہوتی ہے - یہ ایک روزانہ ٹیکس ہے جو ہر فرد بشر پر [illegible] روپے ماہوار کے حساب سے عائد ہوتا ہے - دنیا میں کثرت سے کم آمدنی والے لوگ ہیں - جن کی آمدنی فرض کیجئے پانچ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں - پھر اون کے ساتھ بال بچے اور ہر قسم کی ضروریات انسانی ہیں - اس حساب سے انسانوں کی کثیر آبادی عبادت کرنے سے ہمیشہ مجبور رہے گی - کیونکہ اگر وہ اپنی تمام آمدنی ہون کی نذر کر دیں - تو بھوکے مر جائیں گے اور تمام خاندان کی طرف تو ایسے قلیل المعاش انسان کبھی بھی عبادت کا فرض ادا نہیں کر سکتے - غرض آپ کے وید نے ایسی عبادت تجویز کی - جو ناممکن العمل

ہے - اور یہ پرمیشور کی عقل سے بعید ہے۔ بخلاف اسکے ہمارے یہاں غریب سے غریب بھی خدا کی بندگی کر سکتا ہے -

ماسٹر صاحب نے جواب دیا - کہ مولوی صاحب نے جو قیمت ہون کی تجویز کی ہے - وہ اس زمانہ کے نرخوں کے موافق گراں ہو گئی ہے - لیکن پیشتر ایسی نہ تھی جیسے گھی اور گوشت کی قیمت بڑھ گئی - آپکو بھی چاہیے - کہ گوشت کھانا چھوڑ دیں

مولوی صاحب نے فرمایا - کہ ہمارے یہاں گوشت کا کھانا فرض نہیں - لیکن ہون آپکے یہاں فرض ہے - اگر اب قیمت بڑھ گئی ہے - تو کیا قیمت بڑھ جانے سے ہون اب فرض نہ رہا - اور وید کے احکام پہلے ہی زمانہ کے لیے تھے اگر الہام کسی خاص زمانہ کے لیے ہے - تو آپ کے قول کے موافق وید الہام نہیں ہو سکتا -

ماسٹر صاحب نے فرمایا - کہ ہم ہون کا مصالحہ کم بھی کر سکتے ہیں -

مولوی صاحب نے جواب دیا - کہ سوامی دیانند سرستی صاحب کی ستیارتھ پرکاش میں اس کی تفصیل موجود ہے - جس میں کم از کم کا لفظ ہے - اور اس کی قیمت ۱۲ روپے سے کم نہیں ہو سکتی - اور اس میں علی قدر حیثیت زیادہ کی کوئی حد نہیں غرض یہ سوال آخر تک قائم رہا -

(۲) مولوی صاحب نے تعریف الہام کی - اس شرط پر کہ مستحق بندوں پر الہام ہوتا ہے - اعتراض کیا - کہ وید جن پر نازل ہوا - اُن کے حالات زندگی بیان کیجیے - جس سے اُن پر نزول الہام کا استحقاق ثابت ہو -

ماسٹر صاحب نے جواب دیا - کہ ملہم کے علم کی صداقت کافی ہو اوس کے حالات سے کوئی تعلق نہیں -

مولوی صاحب نے کہا - کہ اگر اس کی ضرورت نہیں تو استحقاق کی شرط فضول ہوئی جاتی ہے - اور فرمایا کہ ہدایت اخلاقا ہوتی ہے یا حکما - ایک شخص ہمسے کہے - کہ اس راستہ سے نہ چلو - دیکھو وہ درندہ بیٹھا ہوا ہے ایسے شخص کی ہدایت بلا تردد مان لی جاوے گی - کیونکہ اخلاقی ہدایت ہے - لیکن اگر ایک شخص کہے - کہ میں گورنمنٹ کی طرف سے مامور ہوں تمکو اس راستہ سے چلنے نہ دونگا - تو اس صورت میں یہ معلوم کرنے کی بڑی ضرورت ہے - کہ ایسا حکم دینے کا اُسکو کیا استحقاق ہے - اور وہ کون ہے ؟ اور اُس کے پاس گورنمنٹ کے حکم کی کیا علامت ہے اور آیا وہ ایسا منصب رکھنے کی قابلیت رکھتا ہے یا نہیں - پھر آپ کو اُنکی رشی کے حالات بیان کرنے ہوں گے - یقیناً آپ اون کے حالات اس لئے بیان کرنا نہیں پسند کرتے - کہ پبلک میں بیان کرنے کے قابل نہیں - لیکن آپ کو دعوےٰ بغیر اس کے پورا نہیں ہو سکتا مگر ماسٹر صاحب آخر تک اوس سے گریز فرماتے رہے - اور سوال قائم رہا -

نوٹ :- مندرجہ بالا اعتراضات اور اُن کے جوابات تمام مباحثہ کی باہمی تقریروں کا لب لباب ہے جس میں صرف وہی مسائل لکھے گئے ہیں جو اہم سمجھے جاتے ہیں اور اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ کسی مسئلہ پر گو دس دن تک برابر فریقین کے خیالات ظاہر ہوتے رہے لیکن ہم نے ایک ہی جگہ کام کی باتیں لکھدی ہیں باقی اشعار اور فریقین کے تمثیلی قصص وغیرہ بیکار باتوں کو قلم انداز کر دیا ہے - ہم آریہ صاحبان اور اہل اسلام کو مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ مذہبی جلسہ نہائت خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا - چنانچہ خاتمہ کے وقت جانبین سے پریسیڈنٹوں نے ہر دو فریق کا شکریہ ادا کیا - اور سب سے آخر میں آریہ صاحبان کے اصرار سے منشی عنایت احمد صاحب منصف الیہ فریقین نے ایستادہ ہو کر آریہ صاحبان کا شکریہ ادا کیا - اور فرمایا کہ یہ باغ جس میں ہمیشہ اہل ہنود صاحبان کا رام لیلہ ہوتا آیا ہے - خدا کی شان ہے - کہ اس باغ میں دس دن تک برابر قرآن کا وعظ ہوتا رہا - اور فریقین نے نہائت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ مباحثہ ختم کیا - باہم کوئی شکر رنجی کی نوبت نہیں پہنچی - مگر مباحثہ جس مبحث پر یعنے الہام پر

ahmadimuslim.de

شروع ہوا تھا۔ اُس کے چند شرائط پر بحث ہو سکی اور زیادہ تر وقت غیر متعلق اعتراضات میں صرف ہوا۔ آریہ صاحبان اصل بحث الہام کے متعلق جن باتوں کے ثابت کرنے میں قاصر رہے امید ہے۔ کہ وہ ان پر پھر غور کریں گے اور ایک سال کے بعد ممکن ہے۔ کہ پھر مناظرہ ہو۔ اس جلسہ میں گو جناب مولانا احمد حسن صاحب امروہی اور مولانا مولوی محمد حسن صاحب دیوبندی و صاحبزادہ حافظ احمد صاحب دیوبندی سلمہم اللہ تعالےٰ نے تکلیف سفر گوارا فرمائی اور اُن کی برکات قدوم سے مسلمان مستفیض ہوئے بالخصوص حضرت مولانا مولوی احمد حسن صاحب کا وعظ اپنی جامعیت اور فاضلانہ تقریر میں فی زمانہ اسلامی علماء کے لئے ایک نمونہ تھا جس نے ثابت کر دیا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان اسوقت تک ہمارے یہاں موجود ہے اور حضرت مولوی صاحب سے جو قاسم ثانی کا لقب منسوب ہے وہ بالکل بجا ہے۔ لیکن اس جلسہ میں ان بزرگواروں سے تکلیف فرمائی کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوئی جناب ابوالوفاء مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری (مولوی فاضل) نے اس اسلامی خدمت کو نہایت اعلیٰ درجہ پر ادا فرمایا۔ جو ہر مسلمان پر شکریہ کا استحقاق رکھتے ہیں۔ اور مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی جن کی واقفیت وید بے مثل ہے۔ اس کے لئے نہایت کافی و وافی تھے چنانچہ مولوی صاحب نے اپنے فرض کو کامل طور پر انجام دیا۔ اور بزمانہ مسجد جامع نگینہ میں وعظ فرما کر وید کی حقیقت سے مسلمان اور ہندوؤں کو آگاہ کر دیا۔ اور اہل اسلام نگینہ نے جلسہ کو نہایت خوش اسلوبی سے قائم بھی کیا۔ اور بڑی فیاضی و سیر چشمی کے ساتھ مہمانداری کی۔

سب سے بڑی بات

جو نتائج جلسہ پر شمار ہوتی ہے اور اس سے کامیابی و ناکامیابی کا ثبوت ملتا ہے یہ ہے۔ کہ تین ہندوؤں نے بالاعلان جامع مسجد نگینہ میں اسی جلسہ کی تقریروں سے متاثر ہو کر مذہب حقہ اسلام قبول کیا جس میں ایک شخص جو مذہب اسلام چھوڑ کر آریہ ہو گیا تھا۔ وہ بھی شامل ہے (اڈیٹر [illegible])

اہلحدیث ایام جلسہ میں تو تین ہی مسلمان ہوئے تھے لیکن اب گیارہ کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور آئندہ امید ہے۔ اللہم زد فزد

ایک اہل قرآن کا خط اہلحدیث کے نام

"ناظرین کو معلوم ہوگا کہ امرتسر کے بعض علماء اہلحدیث نے میرے مخالف ایک تحریر شائع کی ہے جس میں میری تفسیر عربی کی چالیس غلطیاں شائع کی ہیں نہ صرف غلطیاں بلکہ یہ بھی دکھایا کہ میری الفاظ میں معنے آپ داخل کئے ہیں جسکا یہ مطلب ہے کہ مجھ پر بہت سے افترایات بھی کئے اور میری مضمون کو بگاڑ کر عوام کے ذہن میں پہنچایا خیر اسکی شکایت کا تو محل نہیں۔ اسکا جواب تو الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہونے والا ہے۔ سردست میں اپنے ایک دوست اہل قرآن کی جو ممدوحی کا خط یہاں نقل کر کے اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں"

جناب مولوی صاحب سلام علیکم طبعہم

مولوی صاحب اب میں مولوی تو نہیں ہوں مگر آپ لوگوں کا خادم ہوں اور جہانتک مجھ سے غلطی سرزد ہو۔ وہاں پر مجھکو معاف دینا۔ میں [illegible] آپ کی خدمت میں آیا تھا۔ آپکو یاد ہوگا۔ مگر اسوقت آپکی نسبت تو میں امرتسر میں اجنبی تھا۔ اور اسی ارادہ کیواسطے آپکے پاس گیا تھا۔ جو میں اسوقت ظاہر کرتا ہوں آپ نے جسقدر حصہ عمر کا بسر کیا ہے اس میں جو کچھ فائدہ اٹھانا تھا۔ اٹھا لیا اور اب اگر زندگی ادھر ہے تو اور فائدہ اٹھاؤ گے اسیطرح سے میں اپنا حال ختم کرتا ہوں۔ پہلے میری عمر پچاس سال کی ہے جو کچھ اس عمر میں نفع و نقصان اٹھانا تھا۔ اٹھایا۔ اور باقی بشرط زندگی جو منظور خدا کو ہوگا۔ وہ ہو گا۔ اب ارادہ میرا یہ ہے۔ کہ میں نے دس ہزار کی جائیداد اہل وقف کی ہے اور پندرہ ہزار کے اندر کرنے کا

ahmadimuslim.de

اِرادہ پختہ ہے واسطہ اشاعت قرآن کے۔ مولوی صاحب! آپ اہل قرآن ہیں۔ اور اہلحدیث ہم نے آپکو ظاہر کر رکھا ہے۔ جو میں تو اتنا جانتا ہوں۔ کہ اسلام میں خالق کیساتھہ مخلوق کا کیا حق ہو اتنی مدت آپنے اہلحدیث بنکر قوم کی خدمت کی۔ اور بہت مذہب کو پھیلایا اور اوسکی تائید کی۔ مگر اصل جو مقصود تہا۔ اُس میں بھی بہولا رہا۔ اور آپ بہی۔ تیرھویں صدی میں افواہ عام لوگوں کی زبان زد تہی۔ کہ زمانہ ۱۴ صدی کا اچھا ہوگا۔ جسکا نمونہ خداوند تعالی نے مولوی عبد اللہ چکڑالوی کو اتفاق سے بہیج دیا۔ اور قرآن جو اصل کتاب آسمانی ہے جسکی تابعداری کرنیکا حکم رسول سلام کو دیا۔ اور کل قوم کو بہولا تہا۔ اسکی اشاعت اور تبلیغ میں مصروف ہوکر بندگان خداکو اسکا شوق دلایا اہل قرآن کے نام سے حجت لائی۔ اور اسپر عمل کرنے پر خدا کی طرف متوجہ کیا۔ اور لوگوں کو تاریکی میں سے نکالکر طرف نور کے لائے۔ اب جو فتوی آپ پر مولوی لوگوں نے لگایا۔ آپ ہوش کریکے بالکل ہوشیار اور بیدار ہو جاؤ۔ کیونکہ بہت وقت گذر گیا۔ اور بہولا رہا۔ اور دنیا سے بہی آپ خلاصی پا گئے۔ کیونکہ آپنے بہی مذہبی لوگوں پر تمام عمر زور شور سے فتوے لگائے تہے۔ جو آن سے تمکو حاصل ہوا۔ دینی دنیاوی وہ آپکو روشن ہو گیا ہے اب میں تمکو بہی سی دعوت کرتا ہوں۔ خدا واسطہ اس دعوت کو قبول کرو۔ میں بوڑھا ہوں تم جوان ہو۔ اہل قرآن کی خدمت کیواسطے پچیس ہزار روپیہ آپکے ہاتھ میں لو۔ اور خرچ کرو۔ اور انتظام کرو۔ اور خود مع آل و عیال کے لاہور تشریف لے آؤ۔ میری جگہہ پر کام متولی اور سرپرستی کا کرو۔ کیونکہ یہ کام خدا کا ہے۔ میرے اسوقت عیال ہیں ۲۰ آدمی ہیں۔ اور سب اپنی جگہہ پر کاروبار کرتے ہیں۔ اور خوش و خرم ہیں غرض سب کے محتاج نہیں ہیں۔ اور نہ کسیکا مذہب میں مجہے اتفاق ہے سب مجہے سخت مخالف ہیں۔ ایسے میں جانتا ہوں تمہارے بہی ہوں گے۔ اور دین دنیا میں وہ ہمارا کچہہ نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر میرا کہا مانو۔ تو جسطرح تمنے دنیا کا رنگ دیکھا ہے۔ ایسے ہی میں نے تمام رنگ دیکہکر سب کاروبار دکان کا چہوڑکر اشاعت قرآن کی فکر میں جان و مال کو وقف کر چکا ہوں۔ کہ کسی طرح اسکی ترقی ہو جو کتاب

آپ کی تصنیفات میں سے ہیں اور کتاب اللہ کے خلاف ہیں اُن کو سوخت کرڈالو۔ اور فقط ایک کتاب اللہ کو اپنا معیار اور دستور العمل بناؤ۔ میرے ہمراہ اسوقت عیالداری میں مجملہ تین شخص ہیں ایک میں اور ایک بیوی۔ اور ایک لڑکا خورد ہے۔ جو دیوانہ ہے اور جسقدر عیال تمہارا ہے اوّل مقصد میں سے کہاؤ۔ اور پیچہے کاروبار انجمن میں صرف کرو۔ اور اور اپنی جائیداد کو اپنے عیال کے واسطے رکہو۔ جواب خط کا مہربانی فرماکر حرف بحرف دیویں۔ مگر شرط انصاف ضرور ہے انصاف مدنظر رکہکر جواب تحریر کرنا۔ والسلام۔

راقم شیخ محمد چٹو اہل قرآن ۱۴۔ جون سنہ ۱۹۰۴ء لاہور

(خاکسار کی طرف سے اس کا جواب)

کرمفرمائے بندہ وعلیکم السلام!

خاکسار آپ کی اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس کا جواب وہی دیتا ہے۔ جو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے زمانہ جناب نبوی میں ایک بادشاہ کے خط کا دیا تہا۔ تفصیل اسکی یہ ہے۔ کہ جنگ تبوک میں سب صحابہ شریک جنگ تہے۔ مگر کعب بن مالک جو ایک نامور سردار تہا۔ محض اپنی سستی سے جانا جاتا رہ گیا۔ جب حضور واپس تشریف لائے۔ تو منافقوں اور ضعیف الایمانوں نے تو جہوٹے بہانے کر کے معافی کرالی۔ مگر کعب نے صاف کہدیا کہ حضرت میرا کوئی عذر نہ تہا۔ میں صرف غفلت اور سستی سے رہ گیا۔ اسپر آپنے حکم دیا کہ جب تک خدا تعالی فیصلہ کرے گا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور تمام مسلمانوں کو بند کیا گیا۔ کہ کعب سے کوئی شخص کلام نہ کرے کعب کہتے ہیں کہ میں اسی حال میں تہا۔ کہ غسان کے بادشاہ کا خط میرے نام آیا۔ کہ افسوس ہے۔ آپ کی شان کے مناسب قدر نہیں ہوئی آپ معزز آدمی ایسی حالت میں رہیں یہ مناسب نہیں۔ پس آپ ہمارے پاس تشریف لائیے۔ ہم آپ کی شان کے مناسب قدر کریں گے۔ کعب کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ اور مصیبت آئی۔ اس خط کا جواب میں نے یہ دیا۔ کہ اس کو تنور میں ڈالدیا سو کرمفرمائی میں اہلحدیث اس لئے نہیں ہوں کہ دنیاوی فوائد حاصل کروں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو دوسرے طریقوں میں زیادہ

ahmadimuslim.de

فوائد ملسکتے ہیں بلکہ اس لئے ہوں کہ قرآن و حدیث کو واجب الاتباع جانتا
ہوں - اس لئے آپ کی اس مہربانی کا شکریہ کرکے آپ کی عزت
کو بحکم عطار شما بہ لقائے شما واپس کرتا ہوں - لیکن آپ کے پاس
اگر اپنے مذہب کے دلائل ہیں - تو پیش کیجئے - هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - ہاں آپ کے اس عنایت نامہ سے اون
معترضوں کا جواب ملسکتا ہے جو کہتے ہیں - کہ میں نے علیگڈہ سے
دو سو روپیہ لیکر ایسی تفسیر لکھی ہے - ان عقل کے پتلوں اور آنکھ
کے اندھوں کو اتنی بھی خبر نہیں - کہ علیگڈہ میں کون ہے جو لاہور
اور اگر کسی نیچری نے دیا ہے - تو پھر نیچریوں کے خلاف مسائل کیا
تفسیر میں لکھے ہیں - حضرت مسیح کی حیات و ممات - ولادت -
معراج - معجزات وغیرہ وغیرہ
خدا نے آپ کے خط سے ان معترضوں کو جواب دلوادیا - اس سے
ثابت ہوا کہ اگر میں روپیہ لیکر غلط راہ اختیار کرتا - تو آج آپ کی دعوت
سب سے پہلے قبول کرتا -
بہرحال میں مکرر آپکا شکریہ کرتا ہوں - اور آپ کے لئے دعا
کرتا ہوں - کہ خداوند کریم آپ کو اپنی راہ دکھاوے اور اوسی پر جاری
آمین - (ابو الوفاء)

استفتاء

(سوال) نمبر (۱) :- مندرجہ ذیل حدیثیں صحیح ہیں یا غلط اور موضوع
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اباھریرۃ ایاک والمجامعۃ فی
اول الشھر فان قضیی بینکما ولد یکون مجنونا ولیلۃ النصف
من الشھر یکون الولد عقیما عقوقا ولیلۃ العید الاضحی
یکون الولد بست اصابع ولیلۃ الاربعاء یکون الولد قتالا
مسفاک الدماء وعونا لکل ظالما ولیلۃ الاحد یکون ولدہ
لوالدیہ ولا تجامع زوجتک فی الشمس فان الولد
یاتی مجوسیا ولا تکشفن عورتھا فی النجوم فان الولد یاتی
مشوما علی نفسہ واھلہ ولا تجامعھا تحت شجرۃ
متمرۃ فان الولد یاتی غیر مسلم ولا تنظر الی فرجھا اذا جامعتھا
فان ذالک یورث العمی فی القلب والبلاھۃ فی الولد
واذا یورث السفر لا تجامع تلک اللیلۃ فان الولد یاتی مبذرا
ملھیا فی معصیۃ اللہ تعالی وقال علیہ السلام یا اباھریرۃ
علیک بالمجامعۃ فی لیلۃ الاثنین فان قضی بینکما ولد
یکون حافظا لکتاب اللہ تعالی راضیا بما قسم اللہ
تعالی لہ ولیلۃ الثلثاء یکون الولد مؤمنا مخلصا ویوم الخمیس
یکون الولد فقیها ولا یحزن علیہ السلام ویوم الجمعۃ قبل الرواجۃ یکون الولد عبدا صالحا ولا تجامع بین الھاجرۃ
قبل الھاجرۃ و العصر فان قضی بولد یکون الولد احول
ولا تکثر الکلام عند الجماع فان قضی بولد یکون اخرس
ولا تجامع زوجتک وانت مستقبل القبلۃ فیھذا اوحانی
جبرئیل علیہ السلام (مفتی سید عباس شاہ از قوانف رشد)
جواب نمبر (۱) - میرے علم میں یہ حدیث نہیں علماء اہلحدیث اس کا پتہ
بتلاویں گے - تو درج کیا جاوے گا -
سوال نمبر (۲) :- قربانی کا گوشت غیر قوموں ہنود وغیرہ کو
دینا درست ہے یا نہیں؟ (عبد الغیاض از سکنے گاؤں)
جواب نمبر (۲) :- درست ہے خدا فرماتا ہے أَطْعِمُوا الْقَانِعَ
وَالْمُعْتَرَّ یعنے مانگنے نہ مانگنے والے سب کو کھلاؤ -
سوال نمبر (۳) :- رمضان میں قضاء عمری کی دو رکعتیں پڑہنی
جائز ہیں یا نہیں اس کا ثبوت کہاں تک ہے؟ (محمد خلیل از شہر سیالکوٹ)
سوال نمبر (۴) :- بعض لوگ ہر نماز کے ساتھ نماز ملا کر پڑہتے
ہیں - (ایضاً)
سوال نمبر (۵) :- جناب رسول خدا کو کس نماز میں وحی بواسطہ جبرائیل
کے ہوتی تھی؟ (ایضاً)
سوال نمبر ۶ - وحی کی اقسام کتنی ہیں؟ (ایضاً)
جواب نمبر (۳) قضاء عمری کا کوئی ثبوت نہیں بدعت ہے بادشاہوں
کے خوش آمدی ملانوں نے ان کی غفلت اور احکام شرعیہ میں
سہل انگاری دیکھکر یہ نسخہ ایجاد کیا تھا - کہ تمام سال کی نمازیں دو رکعت
قضاء عمری سے معاف ہو جاوینگی جواب نمبر (۴) جو لوگ نماز کیساتھ نماز
ملا کر پڑہتے ہیں وہ اس خیال سے پڑہتے ہیں کہ ہماری قضا شدہ نمازیں

پوری ہو جاویں - سو اگر واقعی اُن کی نمازیں اتنی قضا ہوئی ہوں تو خیر ورنہ نوافل ہی سہی -

نمبر ۵ - حدیثوں میں اتنا آتا ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں کہ نماز اچھی طرح پڑھا کرو - بہ رار رکوع سجود نماز میں مجھ پر مخفی نہیں ہوتا -

نمبر ۶ - وحی کی اقسام دو ہیں - ایک جلی اور ایک خفی - جلی وحی میں قرآن شریف ہے - جن کے بعینہ الفاظ خدا کی طرف سے ہیں - وحی خفی سے مراد وہ ہے - جو آنحضرت کو بذریعہ خواب یا کشف کے القا ہوتا تھا -

سوال نمبر (۷) :- یہاں کے لوگوں میں دستور ہے کہ آمدنی زمینداری وغیرہ کا اکیسواں حصہ خدا تعالیٰ کے واسطے پیشکش رسول مقبول یا نبی پیر صاحب نذر مقرر کرتے ہیں - پھر اُس کا مالیدہ بنا کر ملا کر برادری میں تقسیم کرتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اس سے نذر مقررہ ادا ہوتی ہے یا نہیں - اگر یہ روپیہ کسی مسجد کی مرمت پر لگایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں ؟ (قادر دین از جہلم)

سوال نمبر (۸) :- میت کی طرف سے ملا لوگ اسقاط و کفارہ وغیرہ کرتے ہیں جس کی صورت یہ ہے - کہ ایک قرآن شریف کو چند آدمی یکے بعد دیگرے دست گرداں کر کے میت کو بخشتے ہیں - اور اس کے عوض سمجھتے ہیں - کہ میت کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے یہ جائز ہے یا نہیں ؟ (ایضاً)

جواب نمبر ۷ :- نذر خداوندی جبھی ہی پوری ہو گی کہ حسب الحکم شریعت خرچ کیجائے جس طرح اور جہاں شریعت نے حکم دیا ہے وہاں ہی لگائی جاوے یہ طریق بالکل خلاف سنت ہے صورت مذکورہ میں ایک تو عموماً ایسے لوگوں کے حالات سے معلوم ہوتا ہے - کہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نفع و ضرر رکھتے ہیں جو شرک ہے دوئم برادری کے لوگ محتاج نہیں - پھر ان کو اس قسم کے کھانے کھلانے محض ایک رسم کا پورا کرنا ہے آج زید نے کر کے سب کو کھلایا کل عمر ایسا نہ کرے تو اُسے طعن تشنیع ملتے ہیں - کہ ہمارا کھانا کھایا جاتا تھا - اس لئے نذر مذکورہ جبتک شرعی طریق پر کسی ایسی جگہ نہ لگائی جائے - جہاں شریعت نے حکم دیا ہے پوری نہ ہو گی - مسجد کی تعمیر یا مرمت بیشک شریعت کے حکم کے مطابق ہے -

نمبر ۸ - میت کی طرف سے اسقاط کرنا جاہل اور پیٹ پرست ملاؤں کا کام ہے اور سخت ظلم اور شریعت پر دلیری ہے -

سوال نمبر ۹ :- جب کوئی مرد فوت ہو جاوے - تو اسکی بیوی اسکو ہاتھ لگا سکتی ہے یا نہیں - یعنی شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

جواب نمبر ۹ :- کوئی حرج نہیں - لوگوں میں ایک غلط خیال مشہور ہے - کہ مرنے سے عورت مرد کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے - اسلئے عورت مرد سے اور مرد عورت سے جدا ہو جائیں - حالانکہ یہ خیال صحیح نہیں - اگر ایسا ہو - تو عورت مرد کی اور مرد عورت کا وارث کیوں ہو ؟

سوال نمبر ۱۰ - محفل میلاد مروجہ جس میں شیرینی روشنی قیام بروقت ذکر ولادت آنحضرت جائز ہے یا نہیں ؟ اور یہ سمجھنا کہ اس مجلس میں رسول اللہ تشریف لاتے ہیں کیسا ہے ؟

سوال نمبر ۱۱ - سوئم چہلم بعد وفات جائز ہے یا نہیں ؟ نمبر ۱۲ - فاتحہ مروجہ کہ طعام کو آگے رکھکر قرآن پڑھتے ہیں برائے ثواب مردہ جائز ہے یا نہیں ؟ نمبر ۱۳ - گیارہویں پیران پیر مروجہ ہند جائز ہے یا نہیں ؟ نمبر ۱۴ - اذان میں جب حضرت کا نام آتا ہے وہاں انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز ہے یا نہیں ؟

راقم - غلام رسول خاں جہاونی آگرہ لوہ سال

جواب نمبر ۱۰ :- مجلس میلاد جائز نہیں اگر کوئی شرعی کام ہوتا - تو خود سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعلیم دیتے اور صحابہ کرام کرتے اور اسکو پھیلاتے یہ خیال کہ آنحضرت خود تشریف فرما ہوتے ہیں یہ تو بالکل غلط بلکہ مشرکانہ ہے نمبر ۱۱ - سوئم چہلم محض رسوم جو برادریوں کی دعوت ہوتی ہے - محض رسوم و شیاعری اور فضول ہیں البتہ ایصال ثواب کیلئے مساکین کو کھانا کھلانا جائز ہے نمبر ۱۲ - فاتحہ مروجہ بدعت ہے زمانہ سرور کائنات میں اس کا عمل نہ تھا نمبر ۱۳ - گیارہویں جس طریق سے دی جاتی ہے یہ ہے کہ پیر صاحب سے امداد کی توقع ہوتی ہے - اُن کی نام کا ورد کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ سو اسکو شرک ہونے میں

ahmadimuslim.de